دل کی بات　　　　مدیر

نئے انتخابات کی تیاریاں اور حالات کا رُخ

پیپلز پارٹی کی حکومت اپنی مدتِ اقتدار پوری کر رہی ہے۔ حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اُن یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ الیکشن کمیشن کی سرگرمیاں، انتخابات کی تیاریاں، نئی صف بندیاں اور عبوری حکومت کی تشکیل جیسے اہم معاملات موضوعِ گفتگو ہیں۔ لیکن ملک کے عوام کے لیے وہی شب و روز ہیں جو موجودہ حکومت کے قیام کے وقت تھے۔ مہنگائی، بیروزگاری، اغواء، زنا، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت گری، کرپشن، امن و امان اور دیگر مسائل جوں کے توں ہیں۔ بلکہ ان کا تناسب پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے۔ سیاست میں استحکام کی بجائے افراتفری اور آپا دھاپی عروج پر ہے۔ ملک میں امن کی بجائے خوف و ہراس کے منحوس سائے چھائے ہوئے ہیں۔

بلوچستان کی صوبائی حکومت کا خاتمہ اور گورنر راج کا نفاذ، طاہر القادری کے کنٹینر بم پروف انقلاب اور لانگ مارچ شو، سپریم کورٹ کی طرف سے رینٹل پاور کرپشن کیس میں وزیر اعظم سمیت سولہ ملزمان کی گرفتاری کا حکم اور اس کیس کے تفتیشی افسر کی اسلام آباد میں پُر اسرار موت جیسے واقعات بھی کسی زلزلے کے جھٹکوں سے کم نہیں۔ وزیر اعظم گرفتار ہوئے نہ تفتیشی افسر کے قاتل پکڑے گئے۔ البتہ عدالتِ عظمیٰ کا حکم سوالیہ نشان بن گیا۔ کراچی میں نامزد اور عمومی قتل معمول ہو کر رہ گیا ہے۔ پندرہ سولہ افراد روزانہ بے گناہ قتل ہو رہے ہیں۔ حکومتی رِٹ کی ناکامی کی بدترین مثال ہے۔

کوئٹہ میں حالیہ قتل و غارت یقیناً قابلِ مذمّت و افسوس ہے لیکن ہزارہ شیعہ برادری گزشتہ بیس پچیس برس سے اہلِ سنّت کے ساتھ جو ظلم روا رکھے ہوئے ہے اس پر کسی نے افسوس نہیں کیا۔ گزشتہ دنوں ایرانی صدر احمدی نژاد نے سخت احتجاج کیا جس کے نتیجے میں شیعہ برادری نے پورے ملک کا ٹریفک نظام مفلوج کر کے رکھ دیا اور وزیر اعظم نے کوئٹہ پہنچ کر بلوچستان حکومت ختم کر کے گورنر راج نافذ کر دیا۔ کیا یہ بھی موجودہ حکومت کی گڈ گورننس ہے؟

۱۹۸۵ء میں ہزارہ شیعہ برادری نے کوئٹہ میں اہلِ سنّت کے مردوں اور عورتوں کا جس ظالمانہ طریقے سے قتلِ عام کیا اور پھر اُنہیں بچانے کے لیے آنے والے پولیس کے سپاہیوں کو بھی قتل کر ڈالا، اس کا تسلسل اب تک جاری ہے۔ لیکن ان واقعات پر تو کسی روشن خیال اور سیکولر دانش ور اور سیاست دان نے مذمّت نہ کی۔ اس ضمن میں میڈیا کا کردار بھی جانب دارانہ رہا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ عالمی استعمار پاکستان کو ہر اعتبار سے کمزور کرنا چاہتا ہے۔

سیاسی عدمِ استحکام پیدا کر کے اپنی مرضی کی کمزور اور کرپٹ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ خطّے میں اپنے

سیاسی مفادات کا تحفظ کر سکے۔

معاشی بحران پیدا کر کے قوم کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر دی گئی ہے، قوم کے ہر فرد کو قرضوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اور معیشت کھوکھلی کر کے رکھ دی گئی ہے۔

مذہب کے نام پر بہروپیوں کو پروموٹ کیا جا رہا ہے اور صحیح الفکر علماء اور دانش وروں کو راستے کی دیوار سمجھ کر منظر سے ہٹایا جا رہا ہے۔ خصوصاً کراچی اور پنجاب میں جس طرح علماء کو قتل کیا گیا اور تا حال کیا جا رہا ہے یہ غیر ملکی استعماری ایجنڈہ ہے جسے مقامی سفاک ایجنٹ مکمل کر رہے ہیں۔

امریکی فورسز براہِ راست پاکستان کے اندر داخل ہو کر کارروائیاں کر رہی ہیں۔ ہر دوسرے تیسرے روز ڈرون حملوں کے ذریعے بے گناہ لوگوں کا قتلِ عام اور اب حکومت پاکستان کے حامی ملا نذیر پر ڈرون حملہ اور اُن کا قتل موجودہ حکمران کے لیے سوالیہ نشان ہے۔ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے بعد پاکستانی سرحدوں پر بھارتی فورسز کی فائرنگ اور پاکستانی فوجیوں کی شہادت حکومتی پالیسیوں کی ناکامی نہیں تو اور کیا ہے؟

متحدہ مجلس عمل کی بحالی، پاکستان دفاع کونسل کا چمن اور طورخم سے واہگہ بارڈر تک سفر اور متحدہ دینی محاذ کا قیام یہ سب سوالیہ نشانات ہیں۔

نواز شریف صاحب نے کنٹینر انقلاب سے خوفزدہ ہو کر اپوزیشن جماعتوں کو اکٹھا کر لیا لیکن مہنگائی، بے روزگاری، بم دھماکوں اور ڈرون حملوں کے خلاف اپوزیشن اکٹھی کیوں نہیں ہوتی؟

انتخابات کب ہوتے ہیں، نہیں ہوتے یا ہونے کی صورت میں کون مسندِ اقتدار پر بیٹھتا ہے عالمی مقتدر قوتیں طے کر رہی ہیں لیکن یہ مسائل اپنی جگہ پر ہی رہیں گے اور ملک سوالیہ نشان ہی رہے گا۔

عالمی استعمار کی یہی خواہش اور یہی ایجنڈا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہلِ مغرب نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

لیکن ہمارے عظیم اسلاف کی روحیں ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ مایوسیوں کی تند و تیز ہواؤں میں اُمیدوں کے چراغ جلانا ہی بہادروں کا کام ہوتا ہے۔

یہ تو نے کیا کہا واعظ نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو رہرووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا